روزنامہ الفضل قادیان دارالامان

THE DAILY ALFAZL, QADIAN.

خطبہ نمبر ۲۹

ٹیلیفون نمبر ۹۱ | قیمت ایک آنہ | تار کا پتہ الفضل قادیان | رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

یوم پنجشنبہ

جلد ۲۹ | ۲۸ ماہ ظہور ۱۳۲۰ ہش | ۴ شعبان ۱۳۶۰ھ | ۲۸ ماہ اگست ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۹۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے عاشقوں کی والہانہ محبت اور اُن کے ایمان افزا نظارے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۲۔ ماہ ظہور ۱۳۲۰ ہش مطابق ۲۲۔ ماہ اگست ۱۹۴۱ء

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اس ہفتہ جماعت کو ایک نہایت ہی درد پہنچانے والا اور تکلیف میں مبتلا کرنے والا واقعہ پیش آیا ہے یعنی

منشی ظفر احمد صاحب

جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی صحابہ رضؓ میں سے ایک تھے۔ وُہ اس ہفتہ میں فوت ہو گئے ہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں اس وقت ڈلہوزی میں تھا جب اُن کی نعش یہاں لائی گئی۔ اور میں اُس جنازہ میں جو اُن کی لاش پر پڑھا گیا۔ شامل نہیں ہو سکا۔ مجھے ایسے وقت میں اطلاع ہُوئی جبکہ میں کل صبح ہی آسکتا تھا۔ پہلے تو میرے ذہن میں یہ بات آئی۔ کہ تار دُوں۔ کہ جنازہ کو اس وقت تک روک لیا جائے۔ جب تک میں نہ پہونچ جاؤں لیکن گرمی کی وجہ سے اور اس خیال سے کہ کہیں اس عرصہ تک روکنے سے نعش کو نقصان نہ پہنچے میں نے تار دینا مناسب نہ سمجھا۔ اور اس بات کو مقامی لوگوں پر چھوڑ دیا۔ کہ اگر نعش رہ سکتی ہے۔ تو وُہ میرا انتظار کریں گے۔ کیونکہ انہیں علم ہے۔ کہ مَیں آنے والا ہوں۔ اور اگر مناسب نہ ہُوا۔ تو وُہ انتظار نہیں کریں گے۔ چنانچہ جب مَیں یہاں پہونچا۔ تو مجھے معلوم ہُوا کہ پرسُوں رات ہی انہیں دفن کیا جا چکا ہے۔ سو میں

جمعہ کے بعد

انشاء اللہ تعالےٰ اُن کا جنازہ پڑھوں گا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کس حد تک یہاں کے لوگوں کو اس جنازہ کا علم ہُوا۔ اور وُہ کس حد تک اس میں شامل ہُوئے۔ لیکن بہر حال جو لوگ ان کے جنازہ میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اب اُن کو بھی موقعہ مل جائے گا۔ اور جو لوگ شامل ہو چکے ہیں انہیں دوبارہ دُعا کا موقعہ مل جائے گا:۔

مومن کے لئے دُعا

اُسی کے لئے دُعا نہیں ہوتی۔ بلکہ خود اپنے لئے بھی دُعاء ہوتی ہے۔ بعض لوگ جنازہ کے متعلق یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ یہ صرف مرنے والے کے لئے دُعاء ہے۔ اور وُہ اُس پر احسان کرنے چلے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کو مومن کے لئے اتنی غیرت ہوتی ہے۔ کہ وُہ کسی کے احسان کو برداشت نہیں کر سکتا۔

بلکہ مخالفت سے مخالف انسان بھی اگر کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جو خدا کے کسی بندے کے لئے یا اس کے سلسلہ کے لئے مفید ہوتی ہے اور وہ اس کی خدمت قرار دی جاسکتی ہے۔ تو مومن بھی اپنی غیرت سے اس کا صلہ دیئے بغیر نہیں رہتا۔ اور خدا بھی اپنی غیرت سے اس کا صلہ دیئے بغیر نہیں رہتا ؎

مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ میں ایک دو دفعہ یہ سوال پیش ہوا۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے لئے

گزارہ کی کیا صورت کی جائے۔ میرے لئے تکلیف دہ امر یہ تھا۔ کہ میں خود صدر انجمن احمدیہ کا ممبر تھا۔ اور مجھے بھی وہاں جانا پڑتا تھا۔ اس وقت اور ممبر بعض دفعہ ایسے رنگ میں بات کرتے تھے۔ کہ جس کو بعد میں سنکر بھی تکلیف ہوتی ہے۔ کجا یہ کہ انسان کے بیٹھے ہوئے کی جائے۔ مگر سوائے اس کے کہ میں سنکر خاموش رہتا۔ میرے لئے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ایسی ہی باتیں ہو رہی تھیں جو تکلیف دہ تھیں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بیٹھے ہوئے تھے۔ مخالفت کے لحاظ سے وہ دوسروں سے پیچھے نہیں تھے۔ گو جہاں تک میرا تجربہ ہے کینہ رکھنے کے لحاظ سے وہ مولوی محمد علی صاحب سے کم تھے۔ اور یوں ان کی ناراضگی غالباً مولوی محمد علی صاحب سے بھی زیادہ پہلے کی تھی۔ مگر میں نے دیکھا ہے ان پر کبھی کبھی ایک دورہ آتا تھا۔ جو روحانیت کے رنگ کا ہوتا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب کی طرح ان کا فلسفیانہ مذاق نہیں تھا۔ وہاں مولوی محمد علی صاحب تھے۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب تھے۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب تھے۔ اور یہ سب آپس میں اس موضوع پر باتیں کر رہے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا کتنا گزارہ ہونا چاہیئے۔ کوئی کہتا کہ اتنا گزارہ ہونا چاہیئے۔ اور کوئی کہتا کہ اتنا نہیں ہونا چاہیئے۔ کوئی اخبار یا کوئی کتاب تھی۔ جو خواجہ کمال الدین صاحب اس وقت لے کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کی توجہ اسی اخبار یا کتاب کی طرف تھی۔ میں حیران تھا کہ خواجہ صاحب کو تو اس بحث میں زیادہ حصہ لینا چاہیئے تھا مگر کیا بات ہے کہ وہ خاموش ہیں۔ کوئی بیس منٹ یا نصف گھنٹہ باتیں ہوتی رہیں۔ اور میں اپنے دل میں کڑھتا رہا۔ اتنے میں یکدم خواجہ صاحب نے اپنے مونہہ کے آگے سے وہ کتاب یا اخبار جو چیز بھی تھی ہٹا دی۔ اور میں نے دیکھا کہ ان کا رنگ اس وقت متغیر تھا۔ پھر وہ سر اٹھا کر ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہنے لگے یارو کوئی بات بھی ہو۔ اس بات کو تم یاد رکھو کہ جو کچھ سلوک آج ہم حضرت مرزا صاحب کے بیوی بچوں سے کریں گے۔ ہماری اولاد سے بھی خدا تعالےٰ وہی سلوک کرے گا ؎

میں نے جب ان کا یہ فقرہ سنا تو میرے ذہن میں یہ بات اسی وقت میخ کی طرح گڑ گئی کہ یہ بات

خواجہ صاحب کی اولاد

کو دنیوی لحاظ سے بچالے گی۔ چنانچہ ان کی اولاد کے لئے خدا تعالےٰ نے غیر معمولی طور پر ایسے سامان پیدا فرمائے جنہیں سارا پنجاب غیر معمولی قرار دیتا ہے۔ وہ اگر اس کی قدر کریں تو اور بھی ترقی کر سکتے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اس کا بدلہ دے دیا ہے۔ کہ اگر ان کا خاندان حس رکھتا ہو تو اس سے بہت بڑی عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح باقی لوگ بھی جو ان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ اس سے عبرت حاصل کر سکتے ہیں اچھی بھی اور بُری بھی ؎

میں اس وقت

منشی ظفر احمد صاحب کی وفات

اور ان کے جنازہ کا ذکر کر رہا تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کے جنازہ میں کتنے لوگ شامل ہوئے کیونکہ مجھے اس کے متعلق کچھ بتایا نہیں گیا۔ مگر میں سمجھتا ہوں لوگوں کو یہ احساس ہونا چاہیئے۔ کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے ابتدائی ایام میں آپ پر ایمان لائے آپ سے تعلق پیدا کیا۔ اور ہر قسم کی قربانیاں کرتے ہوئے اس راہ میں انہوں نے ہزاروں مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کیں۔ ان کی وفات جماعت کے لئے

کوئی معمولی صدمہ نہیں

ہوتا۔ میرے نزدیک ایک مومن کو اپنی بیوی اپنے بچوں۔ اپنے باپ۔ اپنی ماں۔ اور اپنے بھائیوں کی وفات سے ان لوگوں کی وفات کا بہت زیادہ صدمہ ہونا چاہیئے۔ اور یہ واقعہ تو ایسا ہے۔ کہ دل اس کا تصور کر کے سخت دردمند ہوتا ہے۔ کیونکہ منشی ظفر احمد صاحب ان آدمیوں میں سے آخری آدمی تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ابتدائی ایام میں اکٹھے رہے۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ یہ رتبہ پنجاب کی دوریاستوں کو ہی حاصل ہوا ہے۔ پٹیالہ میں میاں عبداللہ صاحب سنوری کو خدا تعالےٰ نے یہ رتبہ دیا اور کپورتھلہ میں منشی روڑے خان صاحب عبدالمجید خان صاحب کے والد منشی محمد خان صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب کو یہ رتبہ ملا۔

یہ چار آدمی

تھے۔ جن کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دعویٰ ماموریت اور بیعت سے بھی پہلے کے تعلقات تھے۔ اور اس قسم کے خادمانہ تعلقات تھے۔ کہ ایک منٹ کے لئے بھی دور رہنا برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ پس ایسے لوگوں کی وفات ایک بہت بڑا اور اہم مسئلہ ہوتا ہے اور ان لوگوں کے لئے دعا کرنا اُن پر احسان کرنا نہیں ہوتا بلکہ اپنے اوپر احسان ہوتا ہے کیونکہ جو شخص ان لوگوں کے لئے دعا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کا بدلہ دینے کیلئے اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس دعا کرنے والے کے لئے دُعا کریں۔ اور یہ بات تو ظاہر ہی ہے کہ تمہاری دُعا سے

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۶ ظہور ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ آج پونے سات بجے صبح بذریعہ کار ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ مقامی امیر حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا ہے۔ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے پرائیویٹ سیکرٹری اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب حضور کے ہمراہ گئے ہیں ؎

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے الحمدللہ

جناب میر مہدی حسین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں کچھ عرصہ سے زیادہ بیمار ہیں آج انہیں نور ہسپتال میں بغرض علاج داخل کیا گیا۔ ان کی

خدا تعالےٰ کے فرشتوں کی دُعا زیادہ سُنی جائے گی۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ جب کوئی مومن نماز میں اپنے بھائی کے لئے دُعا کرتا ہے۔ تو اس وقت وُہ اپنے لئے دُعا سے محرُوم نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس وقت فرشتے اس کی طرف سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جو کچھ خدا تعالےٰ سے وُہ اپنے بھائی کے لئے مانگتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ خدایا اسے فلاں چیز دے وُہی دُعا فرشتے اس کے لئے مانگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ یا اللہ ہم تجھ سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ تو اس دُعا کو مانگنے والے کو بھی وُہ چیز دے۔ جو یہ اپنے بھائی کے لئے مانگ رہا ہے۔ مثلاً اگر کوئی اپنے ہمسایہ کے لئے دُعا کرتا ہے۔ کہ یا اللہ اس کے بچے نیک ہو جائیں۔ تو خدا تعالےٰ کے فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ اس شخص کے اپنے بچوں کو بھی تو نیک بنا دے۔ جب وُہ کہتا ہے کہ یا اللہ فلاں شخص کی مالی مشکلات کو دُور فرما تو خدا تعالےٰ کے فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ اس کی مالی مشکلات کو بھی تو دُور فرما دے۔ اسی طرح جب وُہ کہتا ہے۔ کہ یا اللہ فلاں کی عزت پر جو حملہ ہو رہا ہے اس سے اس کو محفوظ رکھ۔ تو خدا تعالےٰ کے فرشتے کہتے ہیں۔ یا اللہ اس کی عزت کو بھی ہر حملہ سے محفوظ رکھ ٭

غرض جو دُعا، وُہ دُوسرے کے لئے کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے فرشتے وُہی دُعا ساتھ ساتھ اس کے لئے بھی کرتے جاتے ہیں ٭

یہی حال

جنازہ کی دُعاء

کا ہے۔ جو مرنے والے کے لئے آخری دُعاء ہوتی ہے۔ اس میں بھی خدا تعالےٰ کے فرشتے بہت زیادہ جوش کے ساتھ نماز جنازہ پڑھنے والوں کے لئے دُعائیں کرتے ہیں۔ پس جب کوئی شخص جنازہ پر دُعاء مانگتا ہے تو وُہ صرف اس کے لئے دُعاء نہیں کر رہا ہوتا۔ بلکہ وُہ ایک سَودا کر رہا ہوتا ہے۔ جس میں یہ خود بہت زیادہ فائدہ میں رہتا ہے۔ وُہ میت کے لئے دُعاء کرتا ہے۔ اور فرشتے اس کے لئے دُعاء کرتے ہیں۔ جب حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ نے وفات پائی۔ اور حضرت مسیح موعُود علیہ السلام نے جنازہ پڑھایا۔ تو آپ بہت دیر تک ان کے لئے دُعاء فرماتے رہے۔ اور جب نماز جنازہ سے فارغ ہُوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ آج ہم نے اپنی

ساری جماعت کے لوگوں کا جنازہ

پڑھا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہُوں۔ اس کا بھی یہی مفہُوم تھا۔ کہ آپ نے فرشتوں والا کام کیا یعنی جس طرح فرشتے جب کسی کو اپنے بھائی کے لئے دُعا کرتے اور دیکھتے ہیں۔ تو خود اس کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دُعاء کرنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح جب حضرت مسیح موعُود علیہ السلام نے دیکھا۔ کہ جماعت کے لوگ خدا تعالےٰ کے ایک نیک بندے کی وفات پر اس کے لئے یہ دُعاء کر رہے ہیں۔ کہ خدا اس کے مدارج کو بلند کرے۔ اسے اپنے قرب میں جگہ دے۔ اور اُسے اپنی رضاء کا مقام عطاء کرے۔ تو آپ نے بھی اُن سب کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دُعا مانگنی شروع کر دی۔ کہ اے خدا تو ان دُعا کرنے والوں کے مدارج کو بھی بلند فرما۔ انہیں اپنے قرب میں جگہ دے اور انہیں اپنی رضاء کی نعمت سے متمتع فرما۔ گویا فرشتوں والا معاملہ آپ نے اپنی جماعت کے تمام افراد سے کیا۔ اور اس طرح سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا سے حصّہ مل گیا ٭

غرض یہ دُعاء معمُولی نہیں ہوتی۔ اس لئے میں امید کرتا ہُوں۔ کہ دوست اس جنازہ میں میرے ساتھ شریک ہوں گے۔ مجھے کسی شخص نے بتایا نہیں۔ کہ جماعت کو کس حد تک اُن کے جنازہ کی خبر سے واقف کیا گیا تھا۔ اور کس قدر لوگ جنازہ میں شامل ہوئے۔ مگر میرے نزدیک ہر مخلص اس بات کو بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر ایسے جنازہ میں شامل ہونے کی انسان کو مقدرت ہو۔ تو اس کے لئے میلوں میل سفر کرنا بھی دوبھر نہیں ہو سکتا۔ یہ محض

ایک نفع مند سَودا

ہے۔ اور اپنے فرض کی ادائگی ہے ٭

بہرحال جن دوستوں کو اُن کے جنازہ میں شریک ہونے کا موقعہ نہیں ملا۔ ان کو اب جُمعہ کے بعد انشاء اللہ موقعہ مل جائے گا اور چونکہ یہ ایک اہم واقعہ ہے۔ اس لئے میں آج کا خطبہ بھی اسی مضمُون کے متعلق پڑھنا چاہتا ہُوں۔ اور جماعت کے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ وُہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی زمانہ میں خدمات کی ہیں۔ ایسی ہستیاں ہیں جو

دُنیا کے لئے ایک تعویذ اور حفاظت کا ذریعہ

ہیں۔ چونکہ یہ مغربیت کے زور کا زمانہ ہے اس لئے لوگ اس کی قدر نہیں جانتے۔ اور وُہ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ خدا تعالےٰ کا کس طرح یہ قانون ہے۔ کہ پاس کی چیز بھی کچھ حصّہ اُن برکات کا لے لیتی ہے۔ جو حصہ برکات کا اصل چیز کو حاصل ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو نہایت ہی لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا۔ اور لوگوں کو سمجھایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نبی کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔ یہ بات تو ظاہر ہی ہے۔ کہ نبی کی بیویاں نبی نہیں ہوتیں۔ پھر ان کو مومنوں کی مائیں کیوں قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے کہ اللہ تعالےٰ یہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ ایسے آدمی جو خدا تعالےٰ کی طرف سے خاص طور پر برکات لے کر آتے ہیں۔ اُن کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے والا انسان بھی کچھ حصّہ اُن برکات سے پاتا ہے۔ جو اسے حاصل ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب کبھی بارش نہیں ہوتی تھی۔ اور [illegible] ہوتی تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس طرح دُعاء فرمایا کرتے تھے۔ کہ اے خُدا پہلے جب کبھی بارش نہیں ہوتی تھی۔ اور ہماری تکلیف بڑھ جاتی تھی۔ تو ہم تیرے نبیؐ کی برکت سے دُعا مانگا کرتے تھے۔ اور تو اپنے فضل سے بارش برسا دیا کرتا تھا۔ مگر اب تیرا نبی ہم میں موجُود نہیں۔ اب ہم اس کے چچا حضرت عباس رضؓ کی برکت سے تجھ سے دُعا مانگتے ہیں۔ چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دُعاء کی۔ تو ابھی آپؓ نے اپنے ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے۔ کہ بارش برسنی شروع ہو گئی ٭

اب حضرت عباس رضؓ خدا تعالےٰ کی طرف سے کسی عہدے پر قائم نہیں کئے گئے تھے۔ ان کا تعلق صرف یہ تھا۔ کہ وُہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور جس طرح بارش جب برستی ہے۔ تو اس کے چھینٹے ارد گرد بھی پڑ جاتے ہیں۔ بارش صحن میں ہو رہی ہوتی ہے۔ تو برآمدہ وغیرہ بھی گیلا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کا نبی ہی اس کا نبی تھا۔ مگر اس سے تعلق رکھنے والے۔ اس کی بیویاں۔ اس کے چچے۔ اس کی لڑکیاں۔ اس کے دوست اور اس کے رشتہ دار سب ان برکات سے کچھ نہ کچھ حصّہ لے گئے۔ جو اس پر نازل ہُوئی تھیں

کیونکہ یہ خدا کی سنت اور اس کا طریق ہے۔ کہ جس طرح بیویاں بچے اور رشتہ دار برکات سے حصہ لیتے ہیں۔ اسی طرح وہ گہرے دوست بھی برکات سے حصہ لیتے ہیں۔ جو نبی کے ساتھ اپنے آپ کو پیوست کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ

خدا کی طرف سے ایک حصن حصین

ہوتے ہیں۔ اور دُنیا ان کی وجہ سے بہت سی بلاؤں اور آفات سے محفوظ رہتی ہے۔ مجھے جو شعر انتہا پسند ہیں۔ ان میں سے چند شعر وہ بھی ہیں۔ جو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت ایک مجذوب نے کہے تاریخوں میں آتا ہے۔ کہ حضرت جنید بغدادی جب وفات پا گئے۔ تو ان کے جنازہ کے ساتھ بہت بڑا ہجوم تھا۔ اور لاکھوں لوگ اس میں شریک ہوئے۔ اس وقت بغداد کے قریب ہی ایک مجذوب رہتا تھا۔ بعض لوگ اسے پاگل کہتے۔ اور بعض ولی اللہ سمجھتے۔ وہ بغداد کے پاس ہی ایک کھنڈر میں رہتا تھا۔ کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا تھا۔ اور نہ لوگوں سے بات چیت کرتا۔ مگر لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ جب جنازہ اٹھایا گیا۔ تو وہ بھی ساتھ ساتھ تھا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا وہ نماز جنازہ میں شریک ہوا قبر تک ساتھ گیا۔ اور جب حضرت جنید بغدادی کو لوگ دفن کرنے لگے۔ تو اس وقت بھی وہ اسی جگہ تھا جب لوگ حضرت جنید بغدادی کو دفن کر چکے تو اس نے آپ کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ چار شعر کہے ؎

(۱) اسفا علیٰ فراقِ قومٍ
ھم المصابیح والحصون

والمُدن والمُزن والرواسی
والخیر والامن والسکون

لم تتغیّر لنا اللیالی
حتیٰ توفّھم المنون

فکلُّ جمرٍ لنا قلوبٌ
وکلّ ماءٍ لنا عیونٌ

اس کے معنی یہ ہیں کہ ؎

(۱) اسفا علیٰ فراقِ قومٍ
ھم المصابیح والحصون

ہائے افسوس ان لوگوں کی جُدائی پر جو دُنیا کے لئے سورج کا کام دے رہے تھے۔ اور جو دُنیا کے لئے قلعوں کا رنگ رکھتے تھے۔ لوگ ان سے نور حاصل کرتے تھے۔ اور انہی کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے عذابوں اور مصیبتوں سے دُنیا کو نجات ملتی تھی ؎

والمُدن والمُزن والرواسی
والخیر والامن والسکون

وہ شہر تھے جن سے تمام دُنیا آباد تھی۔ وہ بادل تھے جو سوکھی ہوئی کھیتیوں کو ہرا کر دیتے تھے وہ پہاڑ تھے جن سے دنیا کا استحکام تھا۔ اسی طرح وہ تمام بھلائیوں کے جامع تھے۔ اور دنیا ان سے امن اور سکون حاصل کر رہی تھی ؎

لم تتغیّر لنا اللیالی
حتیٰ توفّھم المنون

ہمارے لئے زمانہ تبدیل نہیں ہوا مشکلات کے باوجود ہمیں چین ملا۔ آرام حاصل ہوا۔ اور دنیا کے دکھوں اور تکلیفوں نے ہمیں گھبراہٹ میں نہ ڈالا۔ مگر جب وہ فوت ہو گئے۔ تو ہمارے سکھ بھی تکلیفیں بن گئے۔ اور ہمارے آرام بھی دکھ بن گئے ؎

فکلُّ جمرٍ لنا قلوبٌ
وکلّ ماءٍ لنا عیونٌ

پس اب ہمیں کسی آگ کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارے دل خود انگارا بنے ہوئے ہیں۔ اور ہمیں کسی اور پانی کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہماری آنکھیں خود بارش برسا رہی ہیں ؛

یہ ایک نہایت ہی عجیب نقشہ

ایک صالح بزرگ کی وفات

کا ہے۔ اور کہنے والا کہتا ہے۔ یہ اشعار اس مجذوب نے کہے۔ اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا جب دُوسرے دن اس کھنڈر کو دیکھا گیا۔ تو وُہ خالی تھا۔ اور مجذوب اس ملک کو ہی چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ تو یہ لوگ جنہیں خدا تعالےٰ کے انبیاء کی صحبت حاصل ہوتی ہے۔ یہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے انبیاء کا قرب رکھتے ہیں خدا تعالےٰ کے نبیوں اور اس کے قائم کردہ خلفاء کے بعد دُوسرے درجہ پر دُنیا کے امن اور سکون کا باعث ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ ایسے لوگ بڑے لیکچرار ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسے لوگ خطیب ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسے لوگ پھر پھر کر لوگوں کو تبلیغ کرنے والے ہوں۔ ان کا وجود ہی لوگوں کے لئے برکتوں اور رحمتوں کا موجب ہوتا ہے۔ اور جب کبھی خدا تعالےٰ کی طرف سے بندوں کی نافرمانی کی وجہ سے کوئی عذاب نازل ہونے لگتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس عذاب کو روک دیتا ہے۔ اور کہتا ہے ابھی اس قوم پر مت نازل ہو۔ کیونکہ اس میں ہمارا ایسا بندہ موجود ہے جسے اس عذاب کی وجہ سے تکلیف ہوگی پس اس کی خاطر دنیا میں امن اور سکون ہوتا ہے۔ مگر یہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے۔ یہ تو اس عام درجہ سے بھی بالا تھے ان کو خدا نے آخری زمانہ کے مامور اور مرسل کا صحابی اور پھر ابتدائی صحابی بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور ان کی

والہانہ محبت کے نظارے

ایسے ہیں۔ کہ دنیا ایسے نظارے صدیوں میں بھی دکھانے سے قاصر رہے گی ؛

تم میں سے بہت ہیں جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عاشق سمجھتے ہیں۔ مگر عشق کی آگ اپنے دھوئیں سے پہچانی جاتی ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ ہم نے ان کے دلوں میں عشق کی آگ کا جو دھواں اٹھتا دیکھا۔ وہ اور لوگوں کے دلوں میں سے اٹھتا نہیں دیکھا۔ اس لئے صرف مونہہ کے دعوے پر ہم یقین نہیں کر سکتے۔ بے شک ہم اتنی بات مان سکتے ہیں۔ کہ کہنے والا اپنے نقطۂ نگاہ سے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عاشق ہی سمجھتا ہے۔ اور اس میں وہ جھوٹ سے کام نہیں لے رہا۔ مگر موازنہ کرنا تو ہمارا کام ہے۔ اور ہم جنہوں نے پہلوں کی محبت کے نظارے دیکھے۔ اور بعد کے لوگوں کے دعوے بھی سنے بآسانی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ ان میں سے

سچا عاشق کون ہے

ورنہ یوں تو ہر شخص اپنی محبت کو دوسروں سے فائق سمجھا ہی کرتا ہے ؛

مجھے وہ نظارہ نہیں بھولتا اور نہیں بھول سکتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے۔ کہ ایک دن باہر سے مجھے کسی نے آواز دے کر بلوایا۔ اور خادمہ یا کسی بچے نے بتایا۔ کہ دروازہ پر ایک آدمی کھڑا ہے۔ اور وہ آپ کو بلا رہا ہے۔ میں باہر نکلا تو

منشی روڑے خان صاحب مرحوم رض

کھڑے تھے۔ وُہ بڑے تپاک سے آگے بڑھے مجھ سے مصافحہ کیا۔

اور اس کے بعد انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ انہوں نے اپنی جیب سے دو یا تین پونڈ نکالے۔ اور مجھے کہا کہ یہ اماں جان کو دے دیں۔ اور یہ کہتے ہی ان پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ وہ چیخیں مار کر رونے لگ گئے۔ اور ان کے رونے کی حالت اس قسم کی تھی۔ کہ یوں معلوم ہوتا تھا۔ جیسے بکرے کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ میں کچھ حیران سا رہ گیا کہ یہ روکیوں رہے ہیں۔ مگر میں خاموش کھڑا رہا۔ اور انتظار کرتا رہا کہ وہ خاموش ہوں تو ان سے رونے کی وجہ دریافت کروں۔ اسی طرح وہ کئی منٹ تک روتے رہے۔ منشی روڑے خان صاحب مرحومؓ نے بہت ہی معمولی ملازمت سے ترقی کی تھی پہلے کچہری میں وہ چپڑاسی کا کام کرتے تھے۔ پھر اہلمد کا عہدہ آپ کو مل گیا۔ اس کے بعد نقشہ نویس ہو گئے پھر اور ترقی کی تو سر رشتہ دار ہو گئے۔ اس کے بعد ترقی پا کر نائب تحصیلدار ہو گئے۔ اور پھر تحصیلدار بن کر ریٹائر ہوئے۔ ابتداء میں ان کی تنخواہ دس پندرہ روپے سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ جب ان کو ذرا صبر آیا۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ روئے کیوں ہیں۔ وہ کہنے لگے۔ میں غریب آدمی تھا مگر جب بھی مجھے چھٹی ملتی میں قادیان آنے کے لئے چل پڑتا تھا۔ سفر کا بہت سا حصہ میں پیدل ہی طے کرتا تھا۔ تاکہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کچھ پیسے بچ جائیں۔ مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہو جاتا۔ یہاں آ کر جب میں امراء کو دیکھتا۔ کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے بڑا روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ تو میرے دل میں خیال آتا کہ کاش میرے پاس بھی روپیہ ہو۔ اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بجائے چاندی کا تحفہ لانے کے سونے کا تحفہ پیش کروں آخر میری تنخواہ کچھ زیادہ ہو گئی (اس وقت ان کی تنخواہ شائد بیس پچیس روپیہ تک پہنچ گئی تھی) اور میں نے ہر مہینے کچھ رقم جمع کرنی شروع کر دی۔ اور میں نے اپنے دل میں یہ نیت کی کہ جب یہ رقم اس مقدار تک پہنچ جائے گی جو میں چاہتا ہوں۔ تو میں اسے پونڈوں کی صورت میں تبدیل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کروں گا۔

پھر کہنے لگے۔ جب میرے پاس ایک پونڈ کے برابر رقم جمع ہو گئی۔ تو وہ رقم دے کر میں نے ایک پونڈ لے لیا۔ پھر دوسرے پونڈ کے لئے رقم جمع کرنی شروع کر دی۔ اور جب کچھ عرصہ کے بعد اس کے لئے رقم جمع ہو گئی۔ تو دوسرا پونڈ لے لیا۔ اسی طرح میں آہستہ آہستہ کچھ رقم جمع کر کے انہیں پونڈوں کی صورت میں تبدیل کرتا رہا۔ اور میرا منشاء یہ تھا۔ کہ میں یہ پونڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کروں گا مگر جب میرے دل کی آرزو پوری ہو گئی۔ اور پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو ــــ یہاں تک وہ پہنچے تھے۔ کہ پھر ان پر رقت کی حالت طاری ہو گئی۔ اور وہ رونے لگ گئے۔ آخر روتے روتے انہوں نے اس فقرہ کو اس طرح پورا کیا۔ کہ جب پونڈ میرے پاس جمع ہو گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہو گئی

یہ

اخلاص کا کیسا شاندار نمونہ

ہے کہ ایک شخص چندے بھی دیتا ہے۔ قربانیاں بھی کرتا ہے۔ مہینہ میں ایک دفعہ نہیں۔ دو دفعہ نہیں۔ بلکہ تین تین دفعہ جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان پہونچ جاتا ہے۔ سلسلہ کے اخبار اور کتابیں بھی خریدتا ہے۔ ایک معمولی سی تنخواہ ہوتے ہوئے جبکہ آج اس تنخواہ سے بہت زیادہ تنخواہیں وصول کرنے والے اس قربانی کا دسواں بلکہ بیسواں حصہ بھی قربانی نہیں کرتے۔ اُس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ امیر لوگ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سونا پیش کرتے ہیں۔ تو میں ان سے پیچھے کیوں رہوں۔ چنانچہ وہ ایک نہایت ہی قلیل تنخواہ میں سے ماہوار کچھ رقم جمع کرتا۔ اور ایک عرصۂ دراز تک جمع کرتا رہتا ہے۔ نہ معلوم اس دوران میں اس نے اپنے گھر میں کیا کیا تنگیاں برداشت کی ہوں گی۔ کیا کیا تکلیفیں تھیں جو اس نے خوشی سے جھیلی ہوں گی۔ محض اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اشرفیاں پیش کر سکے۔ مگر جب اس کی خواہش کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی حکمت اُس کو اس رنگ میں خوشی حاصل کرنے سے محروم کر دیتی ہے۔ جس رنگ میں وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔ میں نے کئی دفعہ سنایا ہے کہ منشی روڑے خانصاحب مرحومؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے بعض غیر احمدی دوستوں نے کہا۔ تم ہمیشہ ہمیں تبلیغ کرتے رہتے ہو۔ فلاں جگہ مولوی ثناء اللہ صاحب آئے ہوئے ہیں۔ تم بھی چلو۔ اور ان کی باتوں کا جواب دو۔ منشی روڑے خان صاحب مرحوم کچھ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے دوران ملازمت میں ہی انہیں پڑھنے لکھنے کی جو مشق ہوئی وہی انہیں حاصل تھی۔ وہ کہنے لگے جب ان دوستوں نے اصرار کیا۔ تو میں نے کہا اچھا چلو۔ چنانچہ وہ انہیں جلسہ میں لے گئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے احمدیت کے خلاف تقریر کی۔ اور اپنی طرف سے خوب دلائل دیئے جب تقریر کر کے وہ بیٹھ گئے۔ تو منشی روڑے خان صاحبؓ سے ان کے دوست کہنے لگے۔ کہ بتائیں ان دلائل کا کیا جواب ہے۔ منشی روڑے خان صاحب فرماتے تھے۔ میں نے ان سے کہا۔ یہ مولوی ہیں۔ اور میں اَن پڑھ آدمی ہوں۔ انکی دلیلوں کا جواب تو کوئی مولوی ہی دے گا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ

میں نے حضرت مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہوئی ہے

وہ جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح ایک دفعہ کسی دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک واقعہ سنایا۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ہنسے۔ اور مجلس میں بیٹھے ہوئے دوسرے لوگ بھی بہت محظوظ ہوئے۔ منشی روڑے خانصاحب شروع میں قادیان بہت زیادہ آیا کرتے تھے۔ بعد میں چونکہ بعض اہم کام ان کے سپرد ہو گئے۔ اس لئے جلدی چھٹی ملنا ان کے لئے مشکل ہو گیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ قادیان اکثر آتے رہتے تھے۔ ہمیں یاد ہے جب ہم چھوٹے بچے ہوا کرتے تھے تو ان کا آنا ایسا ہی ہوا کرتا تھا۔ جیسے کوئی مدتوں کا بچھڑا ہوا بھائی سالہا سال کے بعد اپنے کسی عزیز سے آ کر ملے۔ کپورتھلہ کی جماعت میں سے منشی روڑے خانصاحب۔ منشی ظفر احمدؓ صاحب۔ اور منشی محمدؐ خانصاحب جب بھی آتے تھے تو انکے آنے سے ہمیں بڑی خوشی ہوا کرتی تھی۔ غرض اس دوست نے بتایا۔ کہ منشی روڑے خانصاحب تو ایسے آدمی ہیں کہ یہ

مجسٹریٹ کو بھی ڈرا دیتے ہیں

پھر اس نے سنایا کہ ایک دفعہ انہوں نے مجسٹریٹ سے کہا۔ میں قادیان جانا چاہتا ہوں۔ مجھے چھٹی دے دیں۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس وقت وہ سیشن جج کے دفتر میں لگے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا قادیان میں میں نے ضرور جانا ہے

ہے مجھے آپ چھٹی دے دیں وہ کہنے لگا کام بہت ہے اس وقت آپ کو چھٹی نہیں دی جاسکتی وہ کہنے لگے بہت اچھا آپ کا کام ہوتا رہے میں تو آج سے ہی بد دعا میں لگ جاتا ہوں۔ آپ اگر نہیں جانے دیتے تو نہ جانے دیں۔ آخر اس مجسٹریٹ کو کوئی ایسا نقصان پہنچا۔ کہ وہ سخت ڈر گیا۔ اور جب بھی ہفتہ کا دن آتا۔ وہ عدالت والوں سے کہتا۔ کہ آج کام ذرا جلدی بند کر دینا کیونکہ منشی روڑے خان صاحب کی گاڑی کا وقت نکل جائے گا۔ اس طرح وہ آپ ہی جب بھی منشی صاحب کا ارادہ قادیان آنے کا ہوتا انہیں چھٹی دے دیتا۔ اور وہ قادیان پہونچ جاتے۔

پھر ان کی

محبت کا یہ نقشہ

بھی مجھے کبھی نہیں بھولتا۔ جو گو انہوں نے مجھے خود ہی سنایا تھا۔ مگر میری آنکھوں کے سامنے وہ یوں پھرتا رہتا ہے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اس واقعہ کے وقت میں بھی وہیں موجود تھا۔ انہوں نے سنایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ ہم نے عرض کیا کہ حضور کبھی کپورتھلہ تشریف لائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وعدہ فرما لیا۔ کہ جب فرصت ملی تو آجاؤں گا۔ وہ کہتے تھے۔ کہ ایک دن کپورتھلہ میں میں ایک دوکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک شدید ترین دشمن اڈے کی طرف سے آیا۔ اور مجھے کہنے لگا۔

تمہارا مرزا کپورتھلے آگیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب رخصت ملی تو وہ اطلاع دینے کا وقت نہ تھا اس لئے آپ بغیر اطلاع دینے ہی چل پڑے۔ منشی روڑے خان صاحب نے یہ خبر سنی تو وہ خوشی میں ننگے سر اور ننگے پاؤں اڈے کی طرف بھاگے۔ مگر چونکہ خبر دینے والا شدید ترین مخالف تھا۔ اور ہمیشہ احمدیوں سے تمسخر کرتا رہتا تھا۔ ان کا بیان تھا۔ کہ تھوڑی دور جا کر مجھے خیال آیا کہ یہ بڑا خبیث دشمن ہے۔ اس نے ضرور مجھ سے ہنسی کی ہوگی۔ چنانچہ مجھ پر جنون سا طاری ہو گیا۔ اور یہ خیال کر کے کہ نہ معلوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے بھی ہیں یا نہیں۔ میں کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے اسے بے تحاشا برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ کہ تو بڑا خبیث اور بد معاش ہے۔ تو کبھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اور ہمیشہ ہنسی کرتا رہتا ہے۔ بھلا ہماری قسمت کہاں کہ حضرت صاحب کپورتھلہ تشریف لائیں۔ وہ کہنے لگا آپ ناراض نہ ہوں۔ اور جا کر دیکھ لیں۔ مرزا صاحب واقعہ میں آئے ہوئے ہیں۔ اس نے یہ کہا تو میں پھر دوڑ پڑا۔ مگر پھر خیال آیا۔ کہ اس نے ضرور مجھ سے دھوکا کیا ہے۔ چنانچہ پھر میں اسے کوسنے لگا۔ کہ تو بڑا جھوٹا ہے۔ ہمیشہ مجھ سے مذاق کرتا رہتا ہے۔ ہماری ایسی قسمت کہاں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ مگر اس نے پھر کہا کہ منشی صاحب وقت ضائع نہ کریں۔ مرزا صاحب واقعہ میں آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ پھر اس خیال سے کہ شاید آہی گئے ہوں۔ میں دوڑ پڑا۔ مگر پھر یہ خیال آجاتا کہ کہیں اس نے دھوکا ہی نہ دیا ہو۔ چنانچہ پھر اسے ڈانٹا۔ آخر وہ کہنے لگا مجھے برا بھلا نہ کہو۔ اور جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ واقعہ میں مرزا صاحب آئے ہوئے ہیں۔ غرض میں کبھی دوڑتا اور کبھی یہ خیال کر کے کہ مجھ سے مذاق ہی نہ کیا گیا ہو ٹھہر جاتا۔ میری یہی حالت تھی۔ کہ میں نے سامنے کی طرف جو دیکھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے تھے۔ اب یہ والہانہ محبت اور عشق کا رنگ کتنے لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ یقیناً بہت ہی کم لوگوں کے دلوں میں۔

میاں عبد اللہ صاحب سنوری رضؓ

بھی اپنے اندر ایسا ہی عشق رکھتے تھے۔ ایک دفعہ وہ قادیان میں آئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے کوئی کام لے رہے تھے۔ اس لئے جب میاں عبد اللہ صاحب سنوری کی چھٹی ختم ہو گئی۔ اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جانے کے لئے اجازت طلب کی۔ تو حضور نے فرمایا ابھی ٹھہر جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے مزید رخصت کے لئے درخواست بھجوا دی۔ مگر محکمہ کی طرف سے جواب آیا۔ کہ اور چھٹی نہیں مل سکتی۔ انہوں نے اس امر کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا۔ تو آپ نے پھر فرمایا کہ ابھی ٹھہرو۔ چنانچہ انہوں نے لکھ دیا۔ کہ میں ابھی نہیں آسکتا۔ اس پر محکمہ والوں نے انہیں ڈسمس کر دیا۔ چار یا چھ مہینے جتنا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں رہنے کے لئے کہا تھا۔ وہ یہاں ٹھہرے رہے۔ پھر جب واپس گئے تو محکمہ نے یہ سوال اٹھا دیا۔ کہ جس افسر نے انہیں ڈسمس کیا ہے۔ اس افسر کا یہ حق ہی نہیں تھا کہ وہ انہیں ڈسمس کرتا۔ چنانچہ وہ پھر اپنی جگہ پر بحال کئے گئے۔ اور پچھلے مہینوں کی جو وہ قادیان میں گزار گئے تھے تنخواہ بھی مل گئی۔

اسی طرح

منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی

کے ساتھ واقعہ پیش آیا۔ جو کل ہی ڈلہوزی کے راستہ میں میاں عطاء اللہ صاحب وکیل سلمہ اللہ تعالیٰ نے سنایا۔ یہ واقعہ الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۳۴ء میں بھی چھپ چکا ہے۔ اس لئے منشی صاحب کے اپنے الفاظ میں اسے بیان کر دیتا ہوں۔

"میں جب سر رشتہ دار ہو گیا۔ اور پیشی میں کام کرتا تھا۔ تو ایک دفعہ مسلیں وغیرہ بند کر کے قادیان چلا آیا۔ تیسرے دن میں نے اجازت چاہی تو فرمایا ابھی ٹھہریں۔ پھر عرض کرنا مناسب نہ سمجھا۔ کہ آپ ہی فرمائیں گے۔ اس پر ایک مہینہ گزر گیا۔ ادھر مسلیں میرے گھر میں تھیں کام بند ہو گیا۔ اور سخت خطوط آنے لگے۔ مگر یہاں یہ حالت تھی۔ کہ ان خطوط کے متعلق وہم بھی نہ آتا تھا۔ حضور کی صحبت میں ایک ایسا لطف اور محویت تھی۔ کہ نہ نوکری کے جانے کا خیال تھا۔ اور نہ کسی باز پرسی کا اندیشہ۔ آخر ایک نہایت ہی سخت خط وہاں سے آیا۔ میں نے وہ خط حضرت کے سامنے رکھ دیا۔ پڑھا اور فرمایا لکھ دو۔ ہمارا آنا نہیں ہوتا۔ میں نے وہی فقرہ لکھ دیا۔ اس پر ایک مہینہ اور گزر گیا۔ تو ایک دن فرمایا کتنے دن ہو گئے۔ پھر آپ ہی گننے لگے اور فرمایا اچھا آپ چلے جائیں۔ میں چلا گیا۔ اور کپورتھلہ پہونچ کر لالہ ہرجرنداس مجسٹریٹ کے مکان پر گیا۔ تا کہ معلوم کروں۔ کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا منشی جی آپ کو مرزا صاحب نے نہیں آنے دیا ہوگا۔ میں نے کہا کہ ہاں تو فرمایا ان کا حکم مقدم ہے۔"

میاں عطاء اللہ صاحب کی روایت میں اس قدر زیادہ ہے۔ کہ منشی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لکھ دو ہم نہیں آسکتے تو میں نے وہی الفاظ لکھ کر مجسٹریٹ کو بھجوا دیئے۔

یہ ایک گروہ تھا جنہے عشق کا ایسا اعلیٰ درجے کا نمونہ دکھایا کہ **ہماری آنکھیں اب پچھلی جماعتوں کے آگے نیچی نہیں** ہو سکتیں۔ ہماری جماعت کے دوستوں میں کتنی ہی کمزوریاں ہوں

کتنی ہی غفلتیں ہوں۔ لیکن اگر موسیٰؑ کے صحابی ہمارے سامنے اپنا نمونہ پیش کریں۔ تو ہم اُن کے سامنے اس گروہ کا نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ اسی طرح عیسےؑ کے صحابی اگر قیامت کے دن اپنے اعلیٰ کارنامے پیش کریں۔ تو ہم فخر کے ساتھ ان کے سامنے اپنے ان صحابہؓ کو پیش کر سکتے ہیں۔ اور یہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نہیں کہہ سکتا۔ میری امت اور مہدی کی امت میں کیا فرق ہے۔ میری امت زیادہ بہتر ہے۔ یا مہدی کی امت زیادہ بہتر۔ تو درحقیقت ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے فرمایا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور دوسرے صحابہؓ کی طرح ہر قسم کی قربانیاں کرنے والے تھے۔ اور خدا تعالےٰ کی راہ میں ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ

کو ہی دیکھ لو۔ اُن کو خدا نے چونکہ خود جماعت میں ایک ممتاز مقام بخش دیا ہے۔ اس لئے مَیں نے ان کا نام نہیں لیا۔ ورنہ ان کی قربانیوں کے واقعات بھی حیرت انگیز ہیں۔ آپ جب قادیان میں آئے۔ تو اس وقت بھیرہ میں آپ کی پریکٹس جاری تھی۔ مطب کھلا تھا۔ اور کام بڑے وسیع پیمانہ پر جاری تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے جب آپ نے واپس جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا۔ کیا جانا ہے۔ آپ اسی جگہ رہیں۔ پھر حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ خود اسباب لینے کے لئے بھی نہیں گئے۔ بلکہ کسی دوسرے آدمی کو بھیج کر بھیرہ سے اسباب منگوایا۔ یہی وہ قربانیاں ہیں۔ جو جماعتوں کو خدا تعالےٰ کے حضور ممتاز کیا کرتی ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے جس کے حاصل کرنے کی ہر شخص کو جدوجہد کرنی چاہیئے۔ خالی فلسفیانہ ایمان انسان کے کسی کام نہیں آسکتا۔ انسان کے کام آنے والا وہی ایمان ہے جس میں

عشق اور محبت کی چاشنی

ہو۔ فلسفی اپنی محبّت کے کتنے ہی دعوے کرے۔ ایک دلیل بازی سے زیادہ ان کی وقعت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس نے صداقت کو دل کی آنکھ سے نہیں بلکہ محض عقل کی آنکھ سے دیکھا ہوتا ہے۔ مگر وہ جو عقل کی آنکھ سے نہیں بلکہ دل کی نگاہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی صداقت اور شعائر اللہ کو پہچان لیتا ہے۔ اسے کوئی شخص دھوکا نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ دماغ کی طرف سے فلسفہ کا ہاتھ اٹھتا ہے۔ اور دل کی طرف سے عشق کا ہاتھ اٹھتا ہے۔ اور عشق کا بندھن ہی وہ چیز ہے جسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ فلسفہ سے تم صرف قیاس کرتے ہو۔ اور کہتے ہو۔ کہ فلاں چیز ہے۔ مگر عشق سے تم اس چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیتے ہو۔ اور مشاہدہ اور رؤیت کے مقام کو حاصل کر لیتے ہو۔ جیسے مَیں نے مثال بھی بتائی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں احمدیت کے خلاف کئی دلائل پیش کئے۔ مگر منشی روڑے خان صاحب مرحومؓ نے ان کو ایک فقرہ میں ہی ردّ کر دیا۔ انہوں نے کہا۔ مولوی صاحب کے دلائل کا جواب تو کسی مولوی سے پوچھیں۔ مَیں صرف اتنا جانتا ہوں۔ کہ جو چہرہ میں نے دیکھا ہے۔ وہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ یہ

دل کی آنکھ سے

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت کو مشاہدہ کرنے کا نتیجہ تھا۔ اور دل کی آنکھ سے مشاہدہ ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے بعد فلسفیانہ دلائل انسان کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ تم سورج کو اگر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ تو پھر کوئی لاکھ دلائل دے۔ کہ سورج اس وقت چڑھا ہوا نہیں۔ تم اس کے دلائل سے متاثر نہیں ہو گے۔ حالانکہ کئی امور ایسے ہیں۔ جن میں انسان دوسروں کے کہنے پر دھوکا کھا جاتا اور شبہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مگر سورج دیکھنے کے بعد کوئی شخص اس کے وجود سے انکار نہیں کر سکتا۔ خواہ اس کے خلاف اسے ہزاروں دلائل ہی کیوں نہ دیئے جائیں۔ اسی طرح تمہیں اور باتوں میں بے شک دھوکا لگ سکتا ہے۔ مگر کیا کوئی شخص تمہیں یہ بھی دھوکا دے سکتا ہے۔ کہ تمہاری بیوی اور بچے، تمہاری بیوی اور بچے نہیں۔ تم ایسا کبھی نہیں سمجھو گے۔ اور اگر کوئی تمہیں اس فریب میں مبتلا کرنا چاہے۔ تو تم اسے دھوکا باز اور بدنیّت سمجھو گے۔ اسی طرح جو لوگ عشق کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ وہ صداقت کا مشاہدہ کر لیتے اور حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں۔ مگر جو لوگ محض عقل سے کام لیتے ہیں۔ وہ ہمیشہ قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔ اور قیاس کرنے والے ٹھوکر کھا جایا کرتے ہیں۔

پس یہ وہ لوگ ہیں جن کے

نقش قدم پر

جماعت کے دوستوں کو چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہنے والے کہیں گے۔ کہ یہ شرک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ جنوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ پاگل پن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ پاگل وہی ہیں جنہوں نے اس رستہ کو نہیں پایا۔ اور اس شخص سے زیادہ عقلمند کوئی نہیں۔ جس نے عشق کے ذریعہ خدا اور اس کے رسول کو پا لیا۔ اور جس نے محبت میں محو ہو کر اپنے آپ کو ان کے ساتھ وابستہ کر دیا۔ اب اُسے خدا سے اور خدا کو اس سے کوئی چیز جدا نہیں کر سکتی۔ کیونکہ عشق کی گرمی اُن دونوں کو آپس میں اس طرح ملا دیتی ہے جس طرح ویلڈنگ کیا جاتا۔ اور دو چیزوں کو جوڑ کر آپس میں بالکل پیوست کر دیا جاتا ہے۔ مگر وہ جسے محض فلسفیانہ ایمان حاصل ہوتا ہے اُس کا خدا سے ایسا ہی جوڑ ہوتا ہے جیسے قلعی کا ٹانکا ہوتا ہے۔ کہ ذرا گرمی لگے تو ٹوٹ جاتا ہے۔ مگر جب ویلڈنگ ہو جاتا ہے۔ تو وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسے کسی چیز کا جزو ہو۔ پس

اپنے اندر عشق پیدا کرو

اور وہ راہ اختیار کرو۔ جو ان لوگوں نے اختیار کی۔ بیشتر اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے جو صحابی باقی ہیں۔ وہ بھی ختم ہو جائیں۔ بیشک ابتدائی گہرا تعلق رکھنے والے لوگوں میں سے منشی ظفر احمد صاحب آخری صحابی تھے۔ مگر ابھی بعض اور پرانے لوگ موجود ہیں۔ گو اتنے پُرانے نہیں جتنے منشی ظفر احمدؓ صاحب تھے۔ چنانچہ کوٹلہ میں میر عنائت علی صاحب ابھی زندہ ہیں۔ جنہوں نے ساتویں نمبر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ مگر پھر بھی یہ جماعت کم ہوتی چلی جا رہی ہے اور وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی زندگی میں آپ سے گہرا تعلق اور بے تکلفی رکھتے تھے۔ ان میں سے تو غالباً منشی ظفر احمدؓ صاحب

آخری آدمی

تھے۔ کپورتھلہ کی جماعت کو ایک یہ خصوصیت بھی حاصل ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جماعت کو یہ لکھکر بھیجا تھا۔ کہ مجھے یقین ہے جسطرح خدا نے اس دنیا میں ہمیں اکٹھا رکھا ہے۔ اسیطرح اگلے جہان میں بھی کپورتھلہ کی جماعت کو میرے ساتھ رکھیگا۔ مگر اس سے کپورتھلہ کی جماعت کا ہر فرد مراد نہیں۔ بلکہ صرف وہی لوگ مراد ہیں جنہوں نے اسوقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ساتھ دیا۔ جیسے منشی روڑے خاں صاحب تھے۔ یا منشی محمدؐ خان صاحب تھے یا منشی ظفر احمدؐ صاحب تھے

یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہزاروں نشانوں کا چلتا پھرتا ریکارڈ تھے نہ معلوم لوگوں نے کس حد تک ان ریکارڈوں کو محفوظ کیا ہے۔ مگر بہرحال خدا تعالےٰ کے ہزاروں نشانات کے وہ چشم دید گواہ تھے۔ ان ہزاروں نشانات کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ اور آپ کی زبان اور آپ کے کان اور آپ کے پاؤں وغیرہ کے ذریعہ ظاہر ہوئے۔ تم صرف وہ نشانات پڑھتے ہو جو الہامات پورے ہو کر نشان قرار پائے مگر ان نشانوں سے ہزاروں گنے زیادہ وہ نشانات ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی زبان ناک کان ہاتھ اور پاؤں پر جاری کرتا ہے اور ساتھ رہنے والے سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ خدا کے نشانات ظاہر ہو رہے ہیں وہ انہیں اتفاق قرار نہیں دیتے۔ کیونکہ وہ نشانات ایسے حالات میں ظاہر ہوتے ہیں جو بالکل مخالف ہوتے ہیں اور جن میں ان باتوں کا پورا ہونا بہت بڑا نشان ہوتا ہے

پس ایک ایک صحابی جو فوت ہوتا ہے وہ

ہمارے ریکارڈ کا ایک رجسٹر

ہوتا ہے جسے ہم زمین میں دفن کر دیتے ہیں اگر ہم نے ان رجسٹروں کی نقلیں کر لی ہیں تو یہ ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے۔ اور اگر ہم نے ان کی نقلیں نہیں کیں تو یہ ہماری بدقسمتی کی علامت ہے۔

بہرحال ان لوگوں کی قدر کرو۔ ان کے نقش قدم پر چلو اور اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو کہ

فلسفیانہ ایمان

انسان کے کسی کام نہیں آتا وہی ایمان کام آ سکتا ہے جو مشاہدہ پر مبنی ہو اور مشاہدہ کے بغیر عشق نہیں ہو سکتا۔ جو شخص کہتا ہے کہ بغیر مشاہدہ کے اسے محبت کامل حاصل ہو گئی ہے وہ جھوٹا ہے۔ مشاہدہ ہی ہے جو انسان کو عشق کے رنگ میں رنگین کرتا ہے۔ اور اگر کسی کو یہ بات حاصل نہیں تو وہ سمجھ لے کہ فلسفہ انسان کو محبت کے رنگ میں رنگین نہیں کر سکتا۔ فلسفہ صرف دوئی پیدا کرتا ہے۔

مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ

مسئلہ کفر و اسلام کی وضاحت کے لئے ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تحریری سوال کیا۔ اس سوال کا جو جواب حضور نے تحریر فرمایا۔ وہ چونکہ سائل کی سمجھ میں نہ آیا۔ اس لئے اس نے دوبارہ سوال کو واضح کرتے ہوئے لکھا۔ کہ حضور میرا مطلب محض یہ ہے۔ کہ آپ کا منکر کافر ہے یا مسلم؟ یہ سوال و جواب ۲۶ جون ۱۹۰۳ء کے "البدر" میں درج ہے چونکہ مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ایک دو ٹوک فیصلہ ہے۔ اور پھر کوئی ڈائری بھی نہیں۔ بلکہ حضور کی تحریر ہے۔ اس لئے سائل کا سوال اور حضور کا جواب من وعن درج ذیل کیا جاتا ہے:-

سوال:- "جو (لوگ) نبی علیہ السلام کو برحق رسول (نعوذ باللہ) نہ مانتے تھے۔ وہ دوزخ میں رہیں گے۔ کسی کو اس سے تو انکار نہیں۔ اب جو لوگ آنجناب کو مسیح موعود نہیں مانتے۔ کیا وہ بھی ابدالآباد دوزخ میں رہیں گے"۔

جواب:- "نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت ہے کہ جو شخص خدا اور رسول کے وصایا اور احکام کی سرکشی کرے گا۔ وہ قیامت کو قابل مواخذہ ہوگا۔ اور مجرموں میں شمار کیا جائے گا۔ قال اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ فانذرتکم نارا تلظّی۔ لا یصلٰھا الا الاشقی الذی کذب وتولّی۔ اور فرمایا ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ۔ اور پھر فرمایا تلفح وجوھھم النار وھم فیھا کالحون الم تکن آیاتی تتلیٰ علیکم فکنتم بھا تکذبون۔ پس مسیح موعود کا آنا خدا اور رسول کی طرف سے ایک خبر دی گئی تھی۔ اور اطاعت کے لئے وصیت تھی۔ اس سے انکار کوئی موجب مواخذہ نہ ہو؟ ایسا ہی حدیثوں میں ہے کہ مسیح اور مہدی جب ظاہر ہوگا۔ تو ہر ایک کو چاہیئے۔ کہ اس کی طرف دوڑے۔ اگر گھٹنوں کے بل جانا پڑے اور آیا ہے۔ کہ جو شخص اس کو تسلیم اور قبول نہیں کرے گا تو اس سے خدا مواخذہ کرے گا"۔

سوال:- "جناب من! یہ جو حضور نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو شخص خدا اور رسول کی تابعداری نہیں کرے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مواخذہ کرے گا۔ کیونکہ وہ قابل مواخذہ ہے۔ یہ تو میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ کیونکہ مثلاً ایک شخص اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک جانتا ہے۔ کہ محمد صلعم علیہ السلام کی برحق رسول مانتا ہے۔ مگر وہ کم بخت زانی ہے۔ یہ اس میں بڑا بھاری قصور ہے کیا آپ اس شخص کے حق میں فرما سکتے ہیں کہ یہ شخص ابدالآباد دوزخ میں رہے گا۔ کیا اس گناہ کے بدلہ میں کافروں کی طرح ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اگر اس شخص کو خدا ابدالآباد دوزخ میں رکھیگا تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی بندہ اللہ کا بچیگا اور تو سب دوزخ میں جائیں گے۔ میرا سوال تو یہ تھا۔ کہ وہ کافر ہے یا مسلم؟"

جواب از حضرت مسیح موعود علیہ السلام:- "میرا صرف یہ مطلب تھا کہ جو شخص قال اللہ۔ قال الرسول سے سرکشی کرے گا۔ وہ ضرور قابل مواخذہ ہوگا۔ پس جبکہ خدا تعالےٰ اور اسکے رسول نے صریح اور صاف لفظوں میں خبر دی ہے۔ کہ اسی امت سے مسیح موعود ہوگا۔ اور وعید کے طور پر فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو اپنا حکم نہیں ٹھہرائیگا وہ عذاب اور مواخذہ الٰہی کا مستحق ہوگا۔ تو پھر کون دانا اس سے انکار کر سکتا ہے۔ کہ مسیح موعود کو نہ ماننا موجب سخط اور غضب الٰہی اور خدا اور رسول کی نافرمانی ہے۔

رہی یہ بات کہ ایسا شخص جو نماز پڑھتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔ وہ مسیح موعود کے نہ ماننے سے ایماندار ہے یا کافر؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی نہ ماننا موجب کفر ہے جو شخص مثلاً نماز پڑھتا ہے۔ مگر کہتا ہے۔ کہ چوری کرنا اور زنا کرنا اور شراب پینا اور جھوٹ بولنا اور سؤر کھانا اور خون کرنا کچھ گناہ نہیں ہے۔ وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس نے خدا تعالےٰ کے احکام کی تکذیب کی۔ اور ان سے انکار کیا۔ زنا کرنا اور شراب پینا وغیرہ معاصی کفر نہیں ہیں۔ وہ سب گناہ ہیں۔ مگر ان بدکاریوں کو حلال ٹھہرانا موجب کفر ہے اسی طرح مسیح موعود سے انکار کرنا اس وجہ سے کفر ہے۔ کہ اس میں خدا اور رسول کے وعدہ اور متواتر پیشگوئی سے انکار ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان جو ادنیٰ علم بھی رکھتا ہو۔ اس سے واقف ہے خدا کے حدود کو توڑنا کافر نہیں کرتا۔ بلکہ فاسق کرتا ہے۔ مگر خدا کے قول کے برخلاف بولنا کافر کرتا ہے۔ اس سے کسی کو بھی انکار نہیں"۔ (البدر جلد دوم ۲۳ صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱)

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نافرمانی کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی شخص چوری کرنا۔ زنا کرنا شراب پینا اور جھوٹ بولنا وغیرہ بدکاریوں کو گناہ سمجھتا ہوا ان کا مرتکب ہوتا ہے ایسا شخص گنہگار ہے اور فاسق ہے۔ کافر نہیں۔ دوسرا یہ کہ کوئی شخص ان بدکاریوں کو حلال ٹھہراتا ہے۔ وہ کافر ہے نہ کہ صرف فاسق۔ پھر اپنے آپ کو نافرمانی کی اس دوسری قسم میں شامل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ "خدا تعالیٰ اور اس کے رسول نے صاف اور صریح لفظوں میں خبر دی ہے کہ اسی امت سے مسیح موعود ہوگا۔ اور وعید کے طور پر فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اس کو اپنا حکم نہیں ٹھہرائیگا وہ عذاب اور مواخذہ الٰہی کا مستحق ہوگا"۔ نیز فرمایا کہ "خدا کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی نہ ماننا موجب کفر ہے"۔ اس لئے مسیح موعود سے انکار کرنا اس وجہ سے کفر ہے۔ کہ اس میں خدا اور رسول کے وعدہ اور پیشگوئی سے انکار ہے"۔ اب غیر مبایعین کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس صریح [illegible]

جماعت احمدیہ کے گزشتہ چند روز کے اہم واقعات

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۲ اگست کو معہ حرم اول و حرم رابع ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ مقامی امیر حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا۔ ۲۱ اگست کو حضور واپس تشریف لائے آج (۲۶ اگست) حضور پھر ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔ حضور کا ڈاک کا پتہ معرفت پوسٹ ماسٹر ڈلہوزی ہے حضرت ام المومنین مدظلہا العالی ابھی دہلی میں ہی تشریف فرما ہیں۔

صیغہ مقامی تبلیغ کی حالیہ رپورٹ مندرجہ الفضل سے ظاہر ہے۔ کہ یکم جنوری ۱۹۴۱ء سے آخر ماہ جون تک اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک ہزار اشخاص نے بیعت کی۔ اس عرصہ میں انیس ۱۹ ایسے دیہات میں احمدی ہوئے ہیں جہاں پہلے کوئی احمدی نہ تھا۔ جولائی ۱۹۴۱ء میں ایک سو پچاس اشخاص نے بیعت کی۔

منتظمہ نمائش کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ قائم ہیں۔ وہ ابھی سے نمائش کے لئے اشیاء تیار کرنی شروع کر دیں۔ چیزیں سستی۔ پائیدار اور ایسی ہوں۔ کہ ان سے امیر اور غریب سب فائدہ اٹھا سکیں۔ تکیہ کے غلاف۔ میز پوش۔ دوپٹے کاڑھے ہوئے۔ کروشیے کے میز پوش۔ قمیصیں کاڑھی ہوئیں۔ چھوٹے بچوں کی سلمہ ستارے والی ٹوپیاں اور اس قسم کا اور سامان یکم دسمبر تک پہنچ جانا چاہئیے۔

فنانشل سیکرٹری صاحب تحریک جدید نے اعلان کیا ہے کہ جو دوست جون اور جولائی میں اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکے۔ وہ اب ۳۱ اگست تک اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور اگر کوئی دوست ۳۱ اگست تک یکمشت ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔ تو وہ ابھی سے قسط وار ادا کرنا شروع کر دیں۔

جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے ناظر اعلےٰ دو ماہ کی رخصت پر ہیں۔ ان کی جگہ خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب قائم مقام ناظر اعلےٰ ہیں۔ اور خانصاحب منشی برکت علی صاحب ناظر بیت المال۔ جناب مولوی عبد المغنی خانصاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ اپنی رخصت ختم کر کے واپس تشریف لے آئے ہیں

جماعت دہم تعلیم الاسلام ہائی سکول کی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے کے لئے سکول سٹاف نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس سال دسویں جماعت کی پڑھائی یکم ستمبر سے شروع کر دی جائے۔ اس لئے دسویں جماعت کے تمام طلباء کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ ۳۱ اگست تک قادیان پہونچ جائیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے ماتحت حضور کے چار صاحبزادگان اور چودہ مجاہدین کا ایک قافلہ ۶ اگست کو قادیان سے روانہ ہوا۔ اور ۷ اگست کو پٹھانکوٹ سے پیدل چل کر ڈلہوزی پہونچا۔ ہر مجاہد کے پاس تھوڑا تھوڑا سامان بھی تھا۔ دوسرے نوجوانوں کو بھی اس قسم کے سفر کرنے چاہئیں۔ تاکہ ان میں محنت اور مشقت کو برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو۔

اس دفعہ "الفضل" کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایک اہم مضمون جو مولوی محمد علی صاحب کے جواب میں تھا شائع کرنے کا فخر حاصل ہوا۔ حضور کا یہ قیمتی مضمون الفضل کے ۲۳ صفحات پر شائع ہوا۔ احباب یہ پرچہ کثرت سے منگوا کر غیر مبایعین میں تقسیم کریں۔ اس کے علاوہ الفضل کا ہر پرچہ نہایت مفید مضامین کا حامل رہا ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ نظارتوں کے اعلانات۔ تبلیغی رپورٹیں اور اسماء بیعت کنندگان بھی شائع کئے گئے ۔

ہفتۂ جنگ کے اہم واقعات

روس اور جرمنی کی جنگ

روس اور جرمنی کی جنگ کو اس ہفتہ دو ماہ پورے ہو گئے۔ اتنی شدید لڑائی اس سے قبل دنیا میں کبھی نہیں ہوئی۔ ہٹلر کو یہاں توقع کے خلاف جو نقصان اٹھانا پڑا ہے اس سے وہ بوکھلا سا گیا ہے اور اب جرمن فوجیں نہایت ظالمانہ کارروائیوں پر اتر آئی ہیں۔ تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ لینن گراڈ کے محاذ پر اب جرمن زہریلی گیس کے استعمال پر آمادہ ہیں۔ اس وقت تک اس لڑائی میں جرمنی کے پچیس لاکھ آدمی مارے گئے ہیں۔ آٹھ ہزار ٹینک۔ ۷۲۰۰ ہوائی جہاز اور دس ہزار توپیں برباد ہو چکی ہیں اس کے بالمقابل ۷ لاکھ روسی ہلاک یا مجروح ہوئے ۵۵۰۰ ٹینک اور ۴۵۰۰ ہوائی جہاز کام آئے۔ ۷۵۰۰ توپیں تباہ ہوئیں ہیں۔ اب صورت حالات یہ ہے کہ شمال میں جھیل لڈوگا سے لے کر جنوب میں یوکرائن کی بندرگاہ اڈیسہ تک گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ دو ماہ کے عرصہ میں جرمنوں نے تین بار زور کے حملے کئے مگر کسی میں کامیابی نہیں ہوئی پہلے ان کی منزل مقصود کیف تھی۔ مگر اب اسے چھوڑ کر اڈیسہ کی طرف رخ کر لیا ہے۔ وسطی میں سمالنسک پر قبضہ کے بعد وہ ماسکو کی طرف بڑھنے کی بجائے ابھی تک وہیں پڑے ہیں اور خندقیں کھود رہے ہیں۔ یوکرائن میں بحیرہ اسود کی بندرگاہ نکولیاف پر بھی وہ قبضہ کر چکے ہیں۔ دریائے ڈینپر کی ایک بندرگاہ بھی روسیوں نے خالی کر دی ہے۔ مگر دریا کے پلوں پر ابھی روسی قبضہ ہے۔ جرمنوں کیلئے دریا کو عبور کرنا آسان نہیں۔ اسقدر شدید نقصان اٹھانے کے عوض ہٹلر نے روس میں کیا حاصل کیا۔ اس کے متعلق ایک امریکن مبصر نے بہت دلچسپ تبصرہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ہٹلر یوکرائن غلہ جمع کرنے گیا تھا۔ مگر فی الحال اپنے مردے جمع کرنے میں مصروف ہے۔ غلہ کا ایک دانہ بھی اسے نہیں مل سکا۔ باکو کے تیل کے چشمے اپنے قبضہ میں لینا چاہتا تھا۔ مگر اسکے عوض ابھی جرمنوں کے خون کی ندیاں اس کے سامنے بہہ رہی ہیں۔ اور پٹرول کا ایک قطرہ نہیں حاصل کر سکا جرمن فوجیں اب لینن گراڈ کی طرف بڑھنے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ مگر مارشل وارشیلاف نے اعلان کیا ہے کہ اس شہر کے باشندے ایک ایک انچ کیلئے لڑنے کا عزم کر چکے ہیں۔ شہر کا ہر گھر قلعہ بن چکا ہے۔ اور ہر گلی کوچہ میں جرمنوں کی قبریں بنیں گی۔ سردیوں کا موسم سر پر آ رہا ہے اور امید نہیں کہ جرمن سردیوں میں جنگ جاری رکھ سکیں۔

ایران کا سوال

کئی روز سے برطانیوں اور روسیوں کی طرف سے یہ شور مچایا جا رہا تھا کہ جرمن بہت زیادہ تعداد میں ایران میں موجود ہیں۔ اور سرکاری اداروں پر قابض اور ایران گورنمنٹ کو متنبہ کیا گیا تھا کہ وہ انہیں وہاں سے نکال کر ان کی ریشہ دوانیوں کے انجام سے اپنے آپکو محفوظ کرے مگر ایران کی طرف سے برطانیہ کے نوٹوں کا جو جواب دیا گیا وہ وہ تسلی بخش نہ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ برطانی فوجیں جنوب سے اور روسی شمال سے ۲۵ اگست کی صبح کو ایران میں داخل ہو گئیں۔ معلوم ہوا ہے۔ ایران میں نازیوں نے ایک گہری سازش کر رکھی تھی۔ جس کا مقصد حکومت کا تختہ الٹ کر مشرق وسطےٰ کے اسلامی ممالک ہندوستان پر حملہ اور روس پر پیچھے سے چڑھائی کے لئے رستہ صاف کرنا تھا۔ بڑے بڑے ماہر جرمن جاسوس یہاں موجود تھے۔ وہ خفیہ طور پر یہاں اسلحہ بھی جمع کر رہے تھے اور مسلح بغاوت کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ وہ قریباً ہر اہم محکمہ میں عمل دخل حاصل کر چکے تھے۔ ان حالات میں ایک حقیقی خطرہ کی صورت پیدا ہو گئی تھی کہ برطانیہ اور روس کی بروقت مداخلت نے انکی سازشوں کا تار و پود بکھیر دیا اور انکی تمام چالوں کو ناکام کر کے رکھدیا۔

پس برطانیہ اور روس کا اقدام ایران کے خلاف نہیں۔ بلکہ محض جرمنوں کے خلاف ہے۔ اور دونوں حکومتیں اعلان کر چکی ہیں کہ وہ اس ملک بلکہ کسی بھی ملک کا کوئی چپہ بھی ہتھیانا نہیں چاہتیں۔ نازی خطرات دور ہوتے ہی ایران سے فوجیں واپس ہٹالی جائیں گی۔

جرمنی اور برطانیہ پر ہوائی حملے

جرمنی پر برطانوی ہوائی جہازوں کے حملے روز افزوں ہیں۔ لیکن اس کے بالمقابل جرمن ہوائی جہاز اب برطانیہ پر بہت کم پرواز کرتے ہیں۔ فضائی محکمہ کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ گذشتہ سال اگست میں جرمنوں نے برطانیہ پر جس قدر بم گرائے تھے۔ اس اگست میں اس سے دوگنا جرمنی پر گرائے جا چکے ہیں۔ اس ہفتہ میں ایک دن کے حملہ میں تین سو برطانوی ہوائی جہازوں نے حصہ لیا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں سارے ہفتہ میں جرمنی کے تیس سو ہوائی جہاز برطانیہ پر حملوں کے لئے آئے۔ مگر ان میں سے زیادہ تر ساحل کو بھی عبور نہ کر سکے۔ اور بھگا دیئے گئے۔ یا تباہ کر دیئے گئے۔ جرمنی پر برطانوی ہوائی حملوں کا سلسلہ ناروے کے ساحل سے لے کر فرانس کے جنوبی ساحل تک ممتد ہوتا ہے۔ اور کوئی جگہ ان کی مار سے محفوظ نہیں۔ برلین پر بھی زبادہ بڑے حملے ہو رہے ہیں۔ اور اب اہل برلین راتیں پناہ گاہوں میں چھپ کر گذارتے ہیں۔ برطانوی جہازوں کے علاوہ روسی ہوائی جہاز بھی شدت کے حملے کر رہے ہیں اور قریباً پندرہ سو میل کا فاصلہ طے کر کے برلین پر پہنچتے ہیں۔

بحر اوقیانوس کی جنگ

جنگ کا ایک نہایت اہم میدان بحر اوقیانوس ہے۔ مسٹر چرچل اور برطانوی مدبر بار بار یہ کہہ چکے ہیں۔ کہ جنگ کی کامیابی اس محاذ پر ان کی کامیابی پر منحصر ہے۔ کیونکہ اس رستہ سے امریکہ سے وہ امداد پہنچتی ہے۔ جو برطانیہ کی کامیابی کی ضامن سمجھی جاتی ہے۔ گذشتہ موسم سرما میں ہٹلر نے اعلان کیا تھا۔ کہ جرمن آبدوزیں بحر اوقیانوس کے رستے برطانوی جہازوں کے لئے عنقریب بند کر دینگی لیکن اس محاذ پر جرمنوں کو کہاں تک کامیابی ہوئی۔ اس کا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ امریکن پریذیڈنٹ اور مسٹر چرچل کے درمیان پورے تین روز اسی سمندر میں کانفرنسیں ہوتی رہیں۔ لیکن نہ کسی جرمن آبدوز یا جہاز اور نہ کسی ہوائی جہاز کو ان کے قریب پھٹکنے کی جرأت ہوئی۔ جرمن اس کانفرنس سے بے خبر نہ تھے۔ امریکن اخبارات میں یہ عام چرچا ہو چکا تھا۔ کہ بحر اوقیانوس میں ان دونوں کے درمیان کانفرنس ہونے والی ہے۔ اس سے فارغ ہو کر مسٹر چرچل آئس لینڈ پہنچے۔ اور وہاں سے برطانیہ بخیریت پہنچ گئے۔ اور مسٹر روزویلٹ امریکہ۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس سمندر میں جرمن حملوں کی نوعیت کیا ہے۔

مشرق وسطیٰ

اس محاذ پر بھی دشمن کے خلاف برطانیہ کے ہوائی حملے جاری رہے۔ مالٹا پر کئی ہوائی حملے جرمن طیاروں نے کئے۔ مگر کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ اب تک قریباً پانسو حملے اس جزیرہ پر ہو چکے ہیں۔ اس جزیرے سے اب اٹلی کے جزیرہ سسلی پر ہوائی حملے کئے جاتے ہیں۔ برطانوی ہوا باز شمالی افریقہ میں دشمن کے اڈوں پر بھی ہوائی حملے کرتے رہے۔ طبروق کو سر کرنے میں دشمن ابھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ برطانوی فوج چٹان کی طرح اپنے مورچوں پر قائم ہے۔

مشرق بعید

جاپان انڈوچائنا پر تو قبضہ کر چکا اور سیام کو دھمکیاں دے رہا ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی عملی قدم اس کی طرف سے ایسا نہیں اٹھایا گیا۔ جو بحر الکاہل کی جنگ کی صورت میں نمایاں ہو سکے۔ مشرق الہند پر عملہ کرنے کے بجائے اس سے دوبارہ تجارتی معاہدہ کی گفت و شنید ہو رہی ہے امریکہ کہہ چکا ہے۔ کہ اگر جاپان نے ڈچ ایسٹ انڈیز یا برطانیہ کے کسی علاقہ پر حملہ کیا۔ تو وہ فوراً اس کے خلاف اعلان جنگ کر دے گا۔ جاپان کی طرف سے اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ روس کے ساتھ اس کے دوستانہ تعلقات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ البتہ ولیڈی واسٹک کی راہ سے روس کو جو سامان امریکہ کی طرف سے بھیجا جا رہا ہے۔ اس پر بعض جاپانی مدبر بہت جز بز ہو رہے ہیں۔ مسٹر چرچل اسی ہفتہ ایک اہم تقریر براڈکاسٹ کر چکے ہیں۔ جس میں جاپان کو جتا دیا گیا ہے کہ وہ کسی غلط فہمی میں نہ رہے امریکن اور برطانوی مدبرین کی رائے ہے کہ یہ تقریر جاپان کے لئے اس نوٹس کے مترادف ہے۔ کہ وہ محوری بلاک سے علیحدہ ہو جائے۔

مولوی محمد علی صاحب کے اقرارات

مولوی محمد علی صاحب رسالہ "ریویو" کی ایڈیٹری کے زمانہ میں کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی لکھتے رہے۔ اس کی تفصیل کیلئے رسالہ "ریویو" کے پرانے فائل ملاحظہ فرما دیں۔ جو رعایتی قیمت یعنی دو روپے فی فائل کے حساب سے آپ ہم سے طلب فرما سکتے ہیں۔ ان فائلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ جو اور کسی جگہ ابھی تک شائع نہیں ہوئے۔ اس لئے بھی ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

بعض فائلوں کے صرف چند نسخے باقی رہ گئے ہیں۔ اور ان کے بعد وہ نایاب ہو جائیں گے اس لئے جلد سے جلد یہ بے بہا خزانہ حاصل کریں۔ قیمت پیشگی آنی چاہیئے۔ مجلد کی قیمت فی فائل اڑھائی روپے ہے۔

مینیجر رسالہ "ریویو" اردو قادیان پنجاب

محترمہ بیگم صاحبہ نواب محمد علی خانصاحب آف مالیر کوٹلہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو

آپ کی فیسرین کریم میں نے ایک عزیز کو منگا کر دی تھی۔ جنکا چہرہ مہاسوں (کیلوں) کی کثرت سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا چیچک نکلی ہوئی ہے۔ اور اس قسم کے ٹل مہاسے تھے کہ کوئی علاج کارگر نہ ہوتا تھا [illegible] مگر میں خوشی سے اب یہ لکھنے کے قابل ہوں۔ کہ خدا کے فضل سے فیسرین کریم نے یہ اثر دکھایا ہے۔ کہ ان کا چہرہ مہاسوں سے پاک ہے۔ اور داغ بالکل معدوم ہو چکے ہیں۔ بلکہ رنگ بھی پہلے سے نکھر آیا ہے۔ اور اب بھی وہ اس خوف سے کہ دوبارہ پھنسیوں کا دورہ نہ ہو جائے اسے برابر استعمال کئے جاتی ہیں۔ اور آپ کی وہ ممنون ہیں۔ فیسرین کریم بلاشبہ کیلوں چھائیوں ... الغرض چہرہ اور جلد کی بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ خوبصورت بناتی ہے۔ خوشبودار ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ ہر جگہ ملتی ہے۔ اپنے شہر کے جنرل مرچنٹس اور مشہور دوا فروشوں سے خریدیں۔

وی۔ پی منگوانے کا پتہ:- **فیسرین فارمیسی ملکسر (پنجاب)**

دواخانہ خدمت خلق کی مجرب ادویہ

ہمارے دواخانہ میں تمام نسخے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور دہلی کے مشہور عالم شریف خانی خاندان کے اطباء کے اعلیٰ اجزاء سے تیار کردہ مناسب قیمت پر مل سکتے ہیں۔ ہمارے تیار کردہ نسخوں کی عمدگی کا اندازہ آپ دواخانہ کی مفرد ادویہ کو دیکھ کر لگا سکتے ہیں خاص طور پر تلاش کر کے ہندوستان کے مختلف گوشوں سے جمع کی جاتی ہیں۔ اسکے علاوہ ہمارے ہاں کی تیار کردہ خاص ادویہ نہایت مفید اور مجرب ہیں۔ اور سینکڑوں آدمی اس کا تجربہ کر کے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ آج ہم ان میں سے ایک خاص دوا یعنی

حب مروارید عنبری

کو پیش کرتے ہیں۔ یہ دوا دل اور دماغ کی طاقت کیلئے بے نظیر ہے۔ لمبی بیماریوں کے بعد یا زیادہ کام کرنے کے بعد جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کیلئے یہ دوا اکسیر ہے۔ اس سے بعض ایسے مریضوں کو بھی جو سالہا سال سے دل کی دھڑکن یا دماغ کی کمزوری میں مبتلا تھے حیرت انگیز فائدہ ہوا۔ یہ دوا تمام اعضاء رئیسہ کو طاقت دیتی ہے۔ اور صدیوں سے اطباء کی مجرب ہے دواخانہ نے اور اصلاح کر کے اسے ایک بےنظیر دوا بنا دیا ہے۔ دل و دماغ۔ معدہ یا جگر کی کمزوری ایسی نہیں جسے نظر انداز کیا جا سکے۔ ایسے امراض کو بے علاج چھوڑ دینا نہایت ہی خطرناک ہوتا ہے اس دوا کا فائدہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ہم اس کے معزز خریداروں میں سے بعض کے نام ذیل میں درج کرتے ہیں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے۔ کہ کسطرح یہ دوا مقبول ہو رہی ہے

جناب میاں محمد شریف صاحب ریٹائرڈ ای۔ اے۔ سی۔ جناب بابو عطاء اللہ صاحب سندھ مکرمہ محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب مرزا اعظم بیگ صاحب سندھ۔ مکرمہ محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب سید ناصر شاہ صاحب مرحوم۔ سید مبارک احمد شاہ صاحب۔

ان کے علاوہ اور بہت سے معززین قادیان اور باہر کے اصحاب اس دوا کو خرید چکے ہیں۔ اور اس کے مفید ہونے کا تجربہ کر چکے ہیں۔

ملنے کا پتہ:- **مینیجر دواخانہ خدمت خلق قادیان**

دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور کیوں

ہٹلر کی تسخیر ممالک اور دیگر اقوام کو فتح کرنے کی فلاسفی کے مختصر مطالعہ کیلئے

ہٹلر کے ڈھول کا پول ۳/

پڑھو

حالات حاضرہ پر آکسفورڈ کے رسالے۔ فی جلد ۳/

ملنے کا پتہ:- ٹائمیز لمیٹڈ پوہوبن لال روڈ لاہور یا کسی کتب فروش سے طلب فرمائیں

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس بمبئی

ضرورت ہے

سندھ جننگ فیکٹری کنری (سندھ) کے لئے مندرجہ ذیل کارکنوں کی فوری ضرورت ہے خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مقامی عہدہ داروں کی تصدیق کرا کر بہت جلد مجھے بھیجیں۔ جس میں اپنی عمر لیاقت اور تجربہ کا ذکر ہونا چاہیئے۔ اور نقول سندات بھیجی جائیں منظور شدہ کارکنوں کو سفر خرچ ہوایا تھرڈ کلاس دیا جائیگا۔

(۱) اکاؤنٹنٹ جسکو ضمانت دینی ہوگی	تنخواہ ۴۰/-	(۲) ڈیلوری کلرک	تنخواہ ۳۰/-
(۳) سٹور کیپر	۳۰/-	(۴) پریس کلرک	" ۳۰/-
(۵) گیٹ کیپر	۲۰/-	(۶) اسسٹنٹ ڈیلوری کلرک	" ۲۰/-

خانصاحب مولوی فرزند علی قادیان

طبیہ عجائب گھر قادیان کی کشش

احباب طبیہ عجائب گھر کی شہرت سن کر دور نزدیک سے اُسے دیکھنے آتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حکیم سید یوسف شاہ صاحب متوطن بیج بہاڑہ کشمیر بھی تشریف لائے اور طبیہ عجائب گھر کو دیکھ کر حسب ذیل رائے کا اظہار کیا۔

"آج جناب حکیم عبدالعزیز خانصاحب نے مجھے طبیہ عجائب گھر دیکھنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ میں نے حتی الوسع ہر چیز کو بغور دیکھا حکیم صاحب نے وہ ادویہ کافی مقدار میں اپنے دواخانہ میں جمع کر رکھی ہیں۔ جو عام طور پر اصلی نہیں ملا کرتیں۔ اور عام دواخانوں میں ان کی نقل بطور اصل فروخت کی جاتی ہے حکیم صاحب کا یہ عوام پر بہت بڑا احسان ہے۔ کہ انہوں نے اصلی ادویہ کا ایک کافی ذخیرہ جمع کر رکھا ہے۔ جیسے اصلی اعلیٰ درجہ کا زعفران۔ نافہ اعلیٰ بنفشہ یشب کہرباشمعی۔ نیلم وغیرہ۔ اگر کسی صاحب کو خواہش ہو۔ کہ چیز اصلی ملے۔ تو وہ حکیم صاحب سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔"

لاہور ۲۶ اگست پنجاب گورنمنٹ نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ پٹھان کوٹ میں بوچڑ خانہ کے قیام کی تجویز ترک کر دی گئی ہے ہندوؤں نے اس کے خلاف زبردست ایجی ٹیشن جاری کر رکھی تھی۔ جس کے سامنے حکومت کو جھکنا پڑا۔ معلوم نہیں پہلے ہی اس قسم کی حرکت کرنے کا کیوں ارادہ کیا جاتا ہے۔ جسے بعد میں چھوڑ دیا جاتا ہے

لنڈن ۲۵ اگست بی۔ بی۔ سی کے بیان کے مطابق جاپان کے ریڈیو نے آج دھمکی دی ہے۔ کہ سیام سے ہند چینی کو شدید خطرہ ہے۔ اگر سیام نے ہند چینی کی سرحد پر مزید فوج بھیجی۔ تو سارے مشرقی ایشیا میں جنگ چھڑ جائے گی۔

لنڈن ۲۵ اگست ۲۶ اگست سے ایران کو ہر قسم کی برآمد کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ صرف اس برآمد کی اجازت ہوگی جس کے لئے لائسنس دیا جائے گا۔

لنڈن ۲۵ اگست واشنگٹن کے فوجی حلقوں کا خیال ہے۔ کہ ایران کی مدد پر آنے کے لئے جرمنی فوراً ترکی سے مطالبہ کرے گا۔ کہ جرمن فوجوں کو ترکی میں سے گذرنے دے۔ اگر ترکی اس پر آمادہ ہو گیا۔ تو فبہا۔ ورنہ اس پر حملہ کر دیا جائیگا

لنڈن ۲۵ اگست ایران کی فوجی طاقت کے متعلق موصول شدہ اطلاع یہ ہے۔ کہ امن کے زمانہ کی فوج ۵ ۳ ہزار اور جنگ کے زمانہ کی ایک لاکھ اسی ہزار ہے۔ ایک مشینی دستہ ہے۔ دو یا تین ڈویژن ٹینکوں اور توپوں سے مسلح ہیں۔ ۱۲۵ ہوائی جہاز ہیں۔ اور دو سو بحری جہاز

لنڈن ۲۵ اگست ایران کے وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ برطانی افواج نے کئی مقامات سے سرحد کو عبور کیا ہے۔ ایران کی طرف سے اس حملہ کا جواب دیا جائے گا۔

انقرہ ۲۵ اگست انقرہ ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ بلغاریہ۔ قفقاز۔ ایران عراق اور شام کی سرحدات پر ترکی کی حفاظتی افواج کا زبردست اجتماع ہو رہا ہے ترکی کابینہ کا اہم اجلاس آج جاری ہے ہے۔ ڈاکٹر رفیق سیدام وزیر اعظم ترکی آج ترکی قوم

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کے نام ایک اہم ترین تقریر براڈ کاسٹ کریں گے۔ ترکی کی خارجہ پالیسی کی بھی وضاحت کی جائے گی۔

بمبئی ۲۶ اگست مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے ایک ریزولیوشن میں سر سلطان احمد سے مطالبہ کیا ہے کہ اگزیکٹو کونسل سے دس دن کے اندر اندر مستعفی ہو جائیں۔ نواب صاحب چھتاری اور بیگم شاہنواز سے نیشنل ڈیفنس کونسل سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اور مسٹر جناح کو اختیار دیا گیا ہے کہ اس ریزولیوشن پر عمل نہ ہونے کی صورت میں جو کارروائی مناسب سمجھیں کریں۔

ماسکو ۲۶ اگست آج جاپانی سفیر نے ۴۵ منٹ تک موسیو مولوٹاف سے مشرقی ایشیاء کی حالت پر گفتگو کی۔

شملہ ۲۶ اگست ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ برطانی اور ہندوستانی فوجیں معمولی سی مزاحمت کے بعد قصر شیریں اور تیل کے ایک کارخانہ پر قابض ہو گئیں۔ ایرانیوں نے کسی قسم کے جذبات کا اظہار نہیں کیا۔ یہ کارروائی بڑی سرعت سے ہوتی ہے تین جگہ سے ہماری فوجیں داخل ہو گئیں۔ ایک دستہ آبادان بھی پہنچ گیا ہے۔ ہندوستانی فوج کے ایک دستہ نے بندر شاہ پور پر قبضہ کیا۔ جہاں چار جرمن جہاز پکڑے گئے۔ اینگلو ایرانی آئیل کمپنی کے بچاؤ کے لئے ہوائی جہازوں کے ذریعہ فوج بھیجی گئی۔ روسی فوج شمال کی طرف سے ۲۵ میل اندر آ چکی ہے

لنڈن ۲۶ اگست انگریزی ہوائی جہازوں نے طہران اور ایران کے دوسرے شہروں پر اشتہار پھینکے۔ جن میں لکھا تھا۔ کہ ہمارا مقصد صرف جرمنوں کو نکالنا ہے۔ جو ایران کو لڑائی کا اکھاڑہ بنا کر اس ملک کو مصیبت میں مبتلا کرنا چاہتے تھے۔ ہماری فوجوں کو روکا نہیں جا سکتا اور ہم نے جرمنوں کو نکال دینے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ اگر آپ لوگ ہماری مدد کریں گے۔ تو ہم اب اور آئندہ آپ لوگوں کی مدد کریں گے۔

شملہ ۲۶ اگست معلوم ہوا ہے کہ شاہ ایران کے بلانے پر برطانوی اور روسی سفیر کل ان سے ملنے کے لئے گئے اور انہوں نے شاہ ایران کو ایک بار پھر بتایا کہ روس اور برطانیہ نے اپنی فوجیں ایران میں کیوں بھیجی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ شاہ ایران نے روس اور برطانیہ کی فوجی کارروائی کے خلاف کوئی پروٹسٹ نہیں کیا۔ برطانوی سفیر اور اس کا سٹاف ابھی تک طہران میں ہی ہے اور ان سے واپس جانے کے لئے نہیں کہا گیا۔ لنڈن میں کہا جا رہا ہے کہ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ برطانوی اور روسی فوجیں ایک دوسرے سے آ کر مل جائیں گی یا نہیں۔ اگر جرمن پکڑ لئے گئے یا ملک سے نکال دیئے گئے تو پھر دونوں فوجوں کا ملنا ضروری نہیں ہوگا

لنڈن ۲۶ اگست روسیوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ان کی فوجوں نے سخت مزاحمت کے بعد نوودگریڈ خالی کر دیا ہے یہ شہر لینن گریڈ سے سو میل جنوب کی طرف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اب جرمن لینن گریڈ سے ماسکو جانے والی سڑک کو روکنے کی کوشش کریں۔ ماسکو ریڈیو کا بیان ہے کہ لینن گریڈ کے تمام لوگ فوجی ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں اور اگر جرمنی نے اس کا رخ کیا۔ تو شہر کے تمام لوگ فولاد کی دیواروں کی طرح اپنے شہر کی حفاظت کریں گے۔

لنڈن ۲۶ اگست بلیک سی میں ایک جرمن آبدوز کو سمندر کی تہ میں پہنچا دیا گیا ہے۔ اسی طرح بالٹک میں روسی بیڑہ نے چار جرمن جہاز برباد کر دیئے۔

لنڈن ۲۶ اگست آج کے روسی اعلان میں بتایا گیا ہے کہ لڑائی کی حالت میں کوئی اہم تغیر نہیں ہوا۔ اس کے مقابلہ میں جرمنوں کی طرف سے حسب معمول اعلان کیا گیا ہے کہ لڑائی سوچے ہوئے پروگرام کے مطابق ہو رہی ہے۔ لیکن دونوں اعلانات میں یہ ذکر مشترکہ طور پر موجود ہے۔ کہ بالٹک سے بلیک سی کے مورچہ تک گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ یہ خبر ابھی پختہ نہیں ہوئی۔ کہ دریائے نیپر کے مورچوں پر جرمنوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔

لنڈن ۲۶ اگست کل دشمن کے جہازوں نے برطانیہ پر بہت معمولی چھاپے مارے۔ آج تیسرے پہر پھر انگریزی جہازوں نے سارڈینیا پر زناٹے کے حملے کئے۔ کئی جگہ زور کی آگ بھڑک اٹھی

لنڈن ۲۶ اگست برلن ریڈیو نے اعلان کیا تھا۔ کہ گذشتہ جون سے اب تک برطانیہ کے ۴۴۰۱ ہوائی جہاز برباد کئے جا چکے ہیں مگر یہ بالکل جھوٹ ہے۔ برطانیہ کے صرف ۶۶۱ ہوائی جہاز اس عرصہ میں کام آئے ہیں۔

شملہ ۲۶ اگست اطالوی جنگی قیدیوں کا ایک اور جتھہ ہندوستان پہنچ گیا ہے۔ قیدیوں کی تعداد ایک ہزار ہے ان میں ۵۲۳ افسر اور ایک جرنیل بھی شامل ہے۔

پٹنہ ۲۶ اگست ایسوسی ایٹڈ پریس کے ایک نمائندہ کے جواب میں سر سلطان احمد نے کہا۔ کہ میں ابھی مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ریزولیوشن کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتا۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ کہ کمیٹی کی طرف سے مجھے ریزولیوشن پہنچ جائے۔

کراچی ۲۶ اگست گورنمنٹ سندھ نے پچاس لاکھ روپیہ کے ڈیفنس بانڈ خریدے ہیں۔

بمبئی ۲۶ اگست آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ آج بمبئی میں ختم ہو گیا۔

واشنگٹن ۲۶ اگست امریکہ جاپان سے نجی طور پر جو گفتگو کر رہا ہے اس کے متعلق مسٹر کارڈل ہل نے ایک بیان دیتے ہوئے کہا کہ امریکہ اپنی پالیسی کے بنیادی اصولوں میں کوئی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی